شاہد حسین رزاقی

انڈونیشیا کی سیاسی جماعتیں

انڈونیشیا مسلمانوں کی ایک عظیم ترین مملکت ہے اور آبادی، رقبہ، قدرتی وسائل، محل وقوع اور بین الاقوامی سیاست کے اعتبار سے یہ ملک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ انڈونیشیا نے تقریباً تین سو سال کے بعد ولندیزی سامراج کے پنجہ سے آزادی حاصل کی ہے۔ اور آزادی کی جدوجہد میں جو تقریباً نصف صدی تک جاری رہی، انڈونیشیا کی سیاسی جماعتوں کے کارنامے اس ملک کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ انڈونیشیا میں بھی مقبوضاتی مہم کا آغاز تجارت سے ہوا۔ اور سترھویں صدی کے آغاز میں ولندیزیوں نے شرق الہند کے جزائر سے تجارتی تعلقات قائم کئے۔ یہ تجارت آہستہ آہستہ حکومت کی شکل اختیار کرنے لگی اور آخر کار یہ وسیع اور زرخیز جزائر ولندیزی مقبوضات بن گئے۔ ان جزائر پر ولندیزی حکومت بہت سخت گیر تھی، اور وہ ہر ممکن طریقہ سے ان مقبوضات کا استحصال کرتی رہی۔ لیکن ان کی طاقت کا سکہ کچھ اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ محکوموں کی ایک کثیر آبادی ایک چھوٹی سی حکمران قوم کے ظلم و استبداد کے خلاف آواز تک نہ بلند کر سکتی تھی۔

ایشیا کی تاریخ میں ۱۹۰۵ء کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس سال جاپان نے روس کو شکست دی۔ اور مشرقی ممالک پر مغرب کی استعماری دول کی جو دھاک قائم تھی اس کو روس کی شکست سے بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ ایشیا کے دوسرے محکوم ممالک کی طرح انڈونیشیا میں بھی آزادی کے لئے تحریک شروع ہوگئی۔ انڈونیشی محبان وطن نے مختلف تحریکیں شروع کیں۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں "بودی آتومو" (مقصد عظیم) کے نام سے حصولِ آزادی کے لئے پہلی منظم تحریک جاری ہوئی جس کے بانی اور رہنما ڈاکٹر وحی الدین بودیرو تھے۔ ابتداء میں اس کا دائرہ عمل صرف تعلیم یافتہ طبقہ تک محدود رہا۔ لیکن اس نے ملک کے سامنے جو عظیم مقصد پیش کیا تھا وہ وسیع تر ہوتا گیا اور آئندہ جماعتیں اسی مقصد کو لے کر آگے بڑھیں۔

شرکتِ اسلام

۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر محمد ثمن ہدا نے "شرکتِ اسلام" کے نام سے ایک معاشری انجمن قائم کی جو عوام میں بہت مقبول ہوئی۔ ۱۹۱۳ء میں سورابایا میں شرکتِ اسلام کی موتمر منعقد ہوئی۔ اور اس نے آزادیٔ وطن کے لئے جدوجہد کا تصفیہ کیا۔ اس طرح شرکتِ اسلام ایک سیاسی جماعت بن گئی۔ سیاست میں حصہ لینے کے فیصلہ کے بعد اس کی شاخیں تمام جزائر میں قائم کی گئیں اور انڈونیشیا کی سب سے زیادہ منظم اور بااثر جماعت ہوگئی۔ شرکتِ اسلام نے اسلامی اصولوں کو اپنے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا۔ اور انڈونیشیا کی آزادی کو اپنا نصب العین بنایا۔ حاجی

عمر سعید اور حاجی آگنوس سالم اس جماعت کے دو بہت بڑے رہنما ہوئے جن کی کوششوں سے اس نے بڑی ترقی کر لی اور ملکی سیاست پر بہت گہرا اثر ڈالنے لگی۔

چونکہ شرکتِ اسلام کی سرگرمیوں پر سیاست غالب ہوگئی تھی اس لئے اس جماعت کے ایک رہنما حاجی احمد دحلان نے "جمعیۃ المحمدیہ" کے نام سے ۱۹۱۲ء میں ایک ذیلی جماعت قائم کی جس نے دینی اساس پر تعلیم دینے کے لئے مدارس اور خیراتی ادارے اور تربیتی مراکز قائم کئے۔ اس طرح شرکتِ اسلام کی پوری توجہ سیاسی اور اقتصادی مسائل پر مرتکز ہوگئی۔ اور اسلامی احیاء، دینی تعلیم اور معاشری اصلاح کا کام جمعیۃ المحمدیہ کے تفویض ہوا۔ یہ جماعت بتدریج ملک کی ایک اہم ترین تنظیم بن گئی۔ اور دینی و تعلیمی امور میں اس کو دوسری سیاسی جماعتوں کی تائید بھی حاصل ہوگئی۔ اور اس جماعت کے کاموں کو اس قدر مفید سمجھا گیا کہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے شرکتِ اسلام کے کمزور ہو جانے کے بعد بھی اس کا اثر برقرار رہا۔

شرکتِ اسلام کی سیاسی سرگرمیوں میں اضافہ کے ساتھ ہی اس میں اختلاف بھی پیدا ہونے لگے۔ اور دو گروپ بن گئے، "یمینی" اور "یساری"۔ یساری اشتراکی خیالات کے حامل تھے۔ اور اپنے نظریات کے مطابق اس جماعت کو چلانے کی کوشش کرنے لگے۔ اشتراکیت پسند عنصر کی وجہ سے شرکتِ اسلام کا اثر کم ہونے لگا۔ جماعت کے قائدین نے اختلاف کو روکنے کے لئے یساریوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا چنانچہ ۱۹۲۱ء میں جماعت کی مؤتمر نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے ارکان کسی اور جماعت سے منسلک نہیں ہو سکتے۔ اس فیصلہ کا نتیجہ نکلا کہ اشتراکی عنصر شرکتِ اسلام سے نکل گیا۔ اور "شرکتِ عوام" کے نام سے ایک علیحدہ جماعت قائم کر لی۔ آگے چل کر یہ لوگ کمیونسٹ پارٹی سے تعاون کرنے لگے۔ ۱۹۲۲ء میں شرکتِ اسلام نے چیربون میں مسلمانوں کا ایک عام اجتماع کیا تاکہ اہم اور پیچیدہ مسائل کو اسلام کی روشنی میں حل کرنے اور تمام مسلمانوں کو متحد و منظم کرنے کے ذرائع پر غور کیا جائے۔

۱۹۲۳ء میں شرکتِ اسلام نے اپنی ہم خیال جماعتوں کو قریب تر کرنے کی تجویز منظور کی اور اس طرح شرکتِ اسلام کی سرکردگی میں مختلف جماعتوں کا ایک وفاق قائم ہو گیا۔ ۱۹۲۷ء میں شرکتِ اسلام نے سورابایا میں ایک قومی اجتماع کیا جس میں ولندیزی حکومت سے عدمِ تعاون اور کمیونسٹوں کا شدت سے مقابلہ کرنے کا تصفیہ ہوا۔ قومی تحریک تر[قی] کرنے لگی۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں آزادیٔ وطن کے لئے تمام سیاسی جماعتوں کا ایک وفاق قائم کیا گیا۔ اور شرکتِ اسلام [کی] رہنمائی میں انڈونیشیا کی جنگِ آزادی منظم طور پر شروع ہوگئی۔

قومی جماعتیں

اگرچہ انڈونیشیا میں اسلامی اثرات ہمیشہ بہت قوی رہے لیکن وطنی قومیت کا مغربی نظریہ اثر ڈال رہا تھا چنانچہ ۱۹۱۲ء میں حزبِ شرق الہند قائم کی گئی تاکہ آزادی کی تحریک میں [ان] کو شریک کیا جا سکے لیکن یہ جماعت عوام میں مقبول نہ ہو سکی اور اس کی کمزوری کا نتیجہ نکلا کہ ولندیزی حکومت

۱۹۱۳ء میں اس کے قائدین کو جلاوطن کر دیا اور یہ جماعت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد حزبِ قومی کے نام سے ایک اور قومی جماعت بنائی گئی اور اس نے بڑے جوش کے ساتھ کام شروع کیا۔

پہلی عالمگیر جنگ نے یورپی ممالک پر بہت کاری ضرب لگائی تھی اور ہالینڈ کی حالت بھی اتنی نازک ہو گئی تھی کہ انقلاب کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ ولندیزی حکومت انڈونیشیا میں آزادی کی تحریک سے خوفزدہ تھی۔ چنانچہ نومبر ۱۹۱۸ء میں انڈونیشیا کے ولندیزی گورنر جنرل نے یہ اعلان کیا کہ دنیا کے جدید رجحانات اور خیالات کے مطابق انڈونیشیا میں بھی ایک ترقی یافتہ حکومت قائم کی جائے گی اور ایسا دستور بنایا جائے گا جو باشندوں کے مطالبات پورے کر دے گا۔ یہ اعلان "نومبر کا وعدہ" کہلاتا ہے۔ اور اس سے انڈونیشی رہنما مطمئن ہو گئے۔ لیکن ولندیزی حکومت نے بدعہدی کی اور حالات بہتر ہوتے ہی اپنا وعدہ پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس بدعہدی کا نتیجہ شدید ترکش مکش کی صورت میں نکلا۔ اور آزادی کی تحریک آگے بڑھنے لگی۔ یہ حال دیکھ کر حکومت نے تحریکِ حریت کو کچلنے اور حریت پسندوں کو سزائیں دینے کے لئے خاص قوانین بنائے اور ولندیزی عہدہ داروں کو غیر معمولی اختیارات دیئے گئے۔ حکومت کے اس طرزِ عمل پر انڈونیشی عوام بہت مشتعل ہو گئے۔ اور جگہ جگہ شورشیں ہونے لگیں یہاں تک کہ ۱۹۲۶ء میں جاوا میں مسلح بغاوت شروع ہو گئی۔

انڈونیشیا کی یہ تحریک شرکتِ اسلام کی سرکردگی میں جاری تھی اور دوسری جماعتیں بھی اس سے تعاون کر رہی تھیں۔ لیکن قوم پرست یہ محسوس کرتے تھے کہ قومی جماعتوں کی حالت اطمینان بخش نہیں اور وہ ایسے نازک دور میں کام نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ جولائی ۱۹۲۶ء میں ڈاکٹر سوکارنو نے "حزبِ قومی انڈونیشی" کے نام سے ایک نئی سیاسی جماعت قائم کی جو قومیت کی حامی تھی۔ اور جس نے انڈونیشیا کی آزادی کو اپنا نصب العین قرار دیا تھا۔ سوکارنو کی پرجوش تقریروں اور انتھک کوششوں کی وجہ سے یہ جماعت بہت مقبول ہونے لگی۔ اور کچھ عرصہ میں قابلِ لحاظ سیاسی طاقت بن گئی۔ ۱۹۲۷ء کے اواخر میں ڈاکٹر اسحاق نے شرکتِ اسلام کی طرح انڈونیشیا کی قوم پرست جماعتوں کا بھی ایک وفاق قائم کر دیا اور شرکتِ اسلام سے تعاون کر کے یہ وفاق تحریکِ آزادی کے متحدہ محاذ میں شامل ہو گیا۔ ۱۹۲۸ء میں محاذِ آزادی نے محبانِ وطن کی نظربندی اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے خلاف جدوجہد شروع کی جس کا نتیجہ سیاسی رہنماؤں کی گرفتاری کی شکل میں نکلا۔ ۱۹۳۰ء میں سوکارنو کو چار سال قید کی سزا دی گئی اور ان کی جماعت کی سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔

۱۹۳۱ء میں سوکارنو کی حزبِ قومی تحلیل کر دی گئی۔ اس کے رہنماؤں میں ڈاکٹر سارتونو بھی تھے۔ انہوں نے "حزبِ انڈونیشیا" کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کی جس کے مقاصد سوکارنو کی جماعت کے مماثل تھے۔ حزبِ قومی کے جو رہنما اس جماعت کی تحلیل کے مخالف تھے انہوں نے حزبِ انڈونیشیا میں شرکت نہ کی۔ اور "حزبِ استقلال" کے نام سے ایک اور جماعت بنالی۔ اس جماعت نے بھی حزبِ قومی کے نصب العین کو اختیار کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا نام "قومی تعلیمی جماعت" رکھا گیا۔ اور عمومی اقتدار اور اجتماعیت کو اس نے اپنا نصب العین قرار دیا۔

۱۹۳۳ء میں سوکارنو قید سے رہا ہوئے۔ انہوں نے حزب قومی کے ارکان میں اختلاف اور ان کی دو علیحدہ جماعتوں میں تقسیم
پر اظہار افسوس کیا اور دونوں سے یہ اپیل کی کہ وہ پھر متحد ہو جائیں اور ولندیزی اقتدار کو ختم کرنے کے لئے متحدہ جدوجہد کریں۔ لیکن ان
جماعتوں میں اتحاد نہ ہو سکا۔ آخر کار سوکارنو حزب انڈونیشیا میں شامل ہو گئے۔ اور حزب قومی کے اصولوں پر اس کو ترقی دینے لگے۔
دوسری طرف قومی تعلیمی جماعت میں انڈونیشیا کے ممتاز سیاسی رہنما ڈاکٹر حتا اور سوتان شہریر شامل ہو گئے۔ یہ دونوں انڈونیشیا کی
آزادی کے لئے یورپ میں جدوجہد کر رہے تھے۔ اور اس کی پاداش میں ولندیزی حکومت نے ان کو ہالینڈ میں قید کر دیا تھا۔ جب یہ
قید سے رہا ہو کر وطن آئے تو دونوں ایک ہی جماعت میں شریک ہوئے۔ اگرچہ سوکارنو اور حتا کی جماعتوں میں کافی اختلافات تھے۔
لیکن انڈونیشیا کی دوسری تمام جماعتوں کی طرح یہ دونوں بھی وطن کی آزادی کے اصول پر متفق تھیں۔ آزادی کی تحریک روز افزوں
ترقی کر رہی تھی۔ جب یہ کش مکش آئینی مجالس میں بھی شروع ہو گئی اور سیاسی جماعتوں نے حکومت سے تعاون نہ کرنے کا فیصلہ کیا تو ولندیزیوں
نے ۱۹۳۴ء میں سیاسی رہنماؤں کو دور افتادہ جزیروں میں قید کر دیا جہاں یہ ۱۹۴۲ء تک قید رہے۔ قائدین کی گرفتاری کے بعد
سیاسی جدوجہد سرد پڑ گئی تھی۔ لیکن آزادی کا جذبہ عوام کے دلوں میں زندہ تھا۔ چنانچہ نئے لیڈر ابھرے اور ۱۹۳۰ء میں نئی سیاسی
جماعتیں قائم ہونے لگیں جن میں سب سے اہم انڈونیشی حزب عوام تھی جس کے رہنماؤں میں امیر شریف الدین اور ڈاکٹر غنی بہت
ممتاز تھے۔ اس جماعت نے انڈونیشیا کی آزادی کو اپنا نصب العین قرار دیا اور سیاسی، معاشی اور سماجی مساوات کو اپنے
لائحہ عمل کا اہم جزو بنا لیا۔ ۱۹۴۵ء میں جاپانی قبضہ ختم ہونے کے بعد ڈاکٹر سوکارنو نے حزب قومی کو پھر منظم کیا اور ان کی قیادت
میں وہ انڈونیشیا کی ایک عظیم ترین سیاسی جماعت بن گئی۔

اشتراکی جماعتیں

انڈونیشیا میں قوم پرستی کے ساتھ ساتھ اشتراکی اثرات بھی بتدریج ترقی کرنے لگے۔ اور آخر کار اشتراکی نظریات
کے حاملوں نے ایک منظم ترین جماعت کی شکل اختیار کر لی۔ ۱۹۱۴ء میں اشتراکی خیالات رکھنے والے کچھ ولندیزی
عہدہ دار شرق الہند پہنچے اور انہوں نے "اشتراکی عمومی جماعت" قائم کی۔ ان لوگوں کو شرکت اسلام کے بعض انتہا پسند ارکان کی تائید
حاصل ہو گئی اور یہ ان کی مدد سے کام کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے مزدوروں کی انجمنیں قائم کیں اور ہڑتالوں کے ذریعہ اپنے
مطالبات منوانے کا طریقہ اختیار کیا۔ انقلاب روس کے بعد اشتراکیت کو ہر ملک میں تقویت ہونے لگی اور انڈونیشیا میں بھی ان کا
اثر بڑھ گیا۔ یساری عنصر کی شرکت کے بعد اس جماعت کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ ۱۹۲۰ء میں اشتراکی عمومی جماعت کا نام بدل کر
"انڈونیشی اشتمالی جماعت" رکھا گیا۔ اشتراکی خیالات کو تو شرکت اسلام کے یساری عنصر کی تائید حاصل تھی۔ لیکن اشتمالی یا کمیونسٹ
الحاد کو وہ گوارا نہ کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے "شرکت عوام" کے نام سے اپنی علیحدہ جماعت بنا لی۔ جو اقتصادی اور بعض دیگر امور میں
اشتمالیوں سے تعاون کرتی تھی۔ انڈونیشی باشندوں میں تو اشتمالیت مقبول نہ ہو سکی۔ لیکن غیر ملکی اور چینی آبادی نے جس کی تعداد
بہت کافی ہے اس جماعت سے تعاون کیا اور یہ رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگی۔ ۱۹۲۳ء میں اشتمالیوں نے ریلوے کے مزدوروں سے
ہڑتال کروائی تھی اور ۱۹۲۶ء میں سماٹرا میں بغاوت کو ہوا دی۔ لیکن ولندیزیوں نے بڑی سختی سے ان کی سرگرمیوں کو دبا دیا۔

چین پر اشتمالی اقتدار قائم ہو جانے کے بعد انڈونیشیا میں اس جماعت کو بہت ترقی ہونے لگی اور چینی آبادی اس کے زیر اثر آ گئی۔ اقتصادی بدحالی، غیر ملکی عناصر کی حمایت اور بیرونی ممالک کی مالی امداد کی بدولت اشتمالی جماعت انڈونیشیا کی ایک بااثر اور سب سے زیادہ مالدار اور منظم جماعت بن گئی۔

نہضۃ العلماء

انڈونیشیا کے حالیہ انتخابات میں ایک مذہبی جماعت ملک کی تیسری سب سے بڑی سیاسی جماعت بن کر ابھری ہے جس کا نام نہضۃ العلماء ہے۔ اس جماعت کو ۱۹۲۶ء میں انڈونیشیا کے شافعی علماء نے سورابایا میں قائم کیا تھا۔ اس کے ممتاز رہنما شیخ عبدالوہاب حی عبدالواحد ہاشم اور زین العارفین ہیں جو سیاسی امور میں انڈونیشیا کی اسلامی جماعت ماشومی کے حامی رہے ہیں اور اُن کا شمار اس جماعت کے قائدین میں ہوتا رہا ہے۔ شافعی علماء کی جماعت ہونے کی بناء پر یہ تنظیم ایک اہم ترین مذہبی جماعت بن گئی۔ عوام اس کا احترام کرنے لگے۔ اور اس کی شاخیں تمام جزائر میں قائم ہو گئیں۔ اس جماعت کا مقصد اسلامی نظام حیات کو نافذ کرنا ہے۔ اور یہ کمیونسٹوں کے الحاد کی شدید مخالف ہے۔ پہلے یہ سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ تھی اور اس کے رہنما ماشومی میں شریک تھے۔ انتخابات سے قبل اس نے سیاسیات میں حصّہ لینے کا تصفیہ کیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ سیاسی لائحہ عمل اور مقاصد کی حد تک یہ جماعت ماشومی سے بہت قریب ہے۔

جماعتی وفاق

۱۹۳۹ء میں جب دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی تو انڈونیشیا کے رہنماؤں نے آزادی کی تحریک کو زیادہ منظم طریقہ پر آگے بڑھانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اگرچہ اس وقت کئی ممتاز سیاسی رہنما دور افتادہ جزیروں میں قید تھے تاہم انڈونیشیا کی سیاسی جماعتوں نے اپنے مشترک نصب العین، آزادئ وطن کے لئے باہمی تعاون کا فیصلہ کیا۔ اس ضمن میں پہلا قدم یہ اُٹھایا گیا کہ ہم خیال جماعتوں کے وفاق بنا دیئے گئے۔ شرکتِ اسلام کی سرکردگی میں اسلامی جماعتوں کا وفاق پہلے سے موجود تھا۔ اب انتہا پسند اور اعتدال پسند جماعتوں کے دو مجموعے بنائے گئے۔ اس کے بعد ان تمام جماعتوں کا ایک مرکزی وفاق قائم کیا گیا۔ جو "گاپی" کے نام سے مشہور ہوا۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے سیاسی جماعتوں کا یہ متحدہ محاذ ۱۹۳۹ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کی مجلس عاملہ میں اسلامی، اعتدال پسند اور انتہا پسند تینوں مجموعوں کے رہنما شامل کئے گئے تھے۔ اس وفاق نے سب سے پہلا مطالبہ یہ کیا کہ انڈونیشیا میں عوام کی منتخب کی ہوئی پارلیمنٹ قائم کی جائے۔ اور حکومت اس پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہو۔ یہ مطالبہ عوام میں بہت مقبول ہوا۔ اور تمام جزائر اس کی حمایت کرنے لگے۔ ۱۹۴۰ء میں وفاق نے انڈونیشیا کی نام نہاد مجلس عوام کو منتخب کردہ پارلیمنٹ میں اور سرکاری محکموں کے صدروں کی مجلس کو وزارت میں تبدیل کر دینے اور اس کو پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ قرار دینے کی تحریک شروع کی۔ لیکن ولندیزیوں نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا۔ ستمبر ۱۹۴۱ء میں جوگجاکارتا میں ایک عوامی مؤتمر منعقد ہوئی۔ اور تمام جماعتوں کے وفاق کا نام انڈونیشی حزبِ عوام رکھا گیا۔ قومی تحریک زیادہ وسیع اور ملک گیر ہو گئی اور انڈونیشیا کی تمام سیاسی جماعتوں کے علاوہ مزدوروں کی انجمنیں اور سرکاری ملازموں کے وفاق بھی اس تنظیم میں شامل ہو گئے۔ اس اتحاد کی وجہ سے تحریک حریت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور راہِ آزادی کی منزلیں تیزی

سے طے ہونے لگیں۔
۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے انڈونیشیا پر حملہ کیا اور ولندیزی بڑی بزدلی کے ساتھ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ جاپان نے تمام سیاسی جماعتوں کو ممنوع قرار دیا۔ اس امتناع کے بعد حریت پسندوں نے خفیہ ادارے قائم کرلئے اور ہر ممکن تدبیر سے عوام میں حصولِ آزادی کا جذبہ زندہ رکھا۔ جاپانیوں نے انڈونیشی رہنماؤں کو قید سے رہا کر دیا۔ اہلِ انڈونیشیا کو فوجی تربیت دے کر ان کو مسلح کیا اور داخلی نظم ونسق ان کے سپرد کر دیا۔ انڈونیشیا پر جاپان کا قبضہ ختم ہونے کے بعد اہلِ انڈونیشیا نے ہر آقا کی غلامی سے نجات پانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ سیاسی رہنما پھر میدان میں آئے اور ۱۷ر اگست ۱۹۴۵ء کو جمہوریۂ انڈونیشیا کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔

ماشومی اعلان آزادی کے بعد انڈونیشیا کو بہت اہم اور مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ سیاسی جماعتیں بدلے ہوئے حالات میں نئے عزم اور جذبہ کے ساتھ کام کریں۔ انڈونیشیا میں اسلامی اصولوں پر قائم ہونے والی جماعتوں کو ہمیشہ عوام کی تائید حاصل رہی ہے۔ اور ان ہی کی رکنیت سب سے زیادہ ہوتی ہے چنانچہ ابتدا سے حصولِ آزادی تک انڈونیشیا کی سب سے بڑی جماعت شرکتِ اسلام تھی۔ لیکن یہ بتدریج زوال پذیر ہو گئی تھی اور اس کی اصلاح کی کوششوں کے نتائج خاطر خواہ نہ نکلے۔ شرکتِ اسلام کے ایک ممتاز رہنما ڈاکٹر محمد سوکیمان تھے جن کی یہ کوشش تھی کہ شرکتِ اسلام بدلے ہوئے حالات میں نئے پروگرام کے ماتحت کام کرے۔ لیکن ان کی توقعات پوری نہ ہوئیں۔ اور شرکتِ اسلام کی اصلاح سے مایوس ہو کر انہوں نے ۸ر نومبر ۱۹۴۵ء کو "مجلس شوریٰ مسلمی انڈونیشیا" کے نام سے ایک نئی اسلامی جماعت قائم کی جو ماشومی کے مختصر نام سے مشہور ہے۔ یہ جماعت ملک میں بہت مقبول ہوئی اور تھوڑے ہی عرصے میں انڈونیشیا کی عظیم ترین جماعت بن گئی۔ ماشومی کے بنیادی مقاصد چار ہیں ایک تو انڈونیشیا میں جمہوری حکومت اور اسلامی نظامِ حیات کو ترقی دینا۔ دوسرے حکومت کے دفاع واستحکام اور ملک وملت کی ہر جہتی اصلاح وترقی کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کے لئے مختلف تنظیمیں اور ادارے قائم کرنا۔ تیسرے مسلمانوں کی سیاست اور دوسرے شعبہ ہائے حیات کو اسلامی مقاصد اور ہدایات کے مطابق عملی سانچوں میں ڈھالنے کے لئے تحقیقات کر کے نظام ہائے عمل مرتب کرنا اور چوتھے انڈونیشیا کے مسلمانوں کو ایک نہایت مضبوط جماعت کے تحت متحد ومنظم کر کے ان کو دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے مربوط کر دینا۔
ان مقاصد کے پیشِ نظر ماشومی کی مرکزی تنظیم کے تحت مختلف ذیلی تنظیمیں قائم کی گئیں جن میں زیادہ اہم یہ ہیں:
حزب اللہ: یہ رضاکاروں کی جماعت ہے جو ۱۹۴۷ء میں ولندیزی حملہ آوروں سے جنگ کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اور یہ اب ماشومی کے اصلاحی پروگراموں کے تحت کام کر رہی ہے۔ وحدتِ مسلم نوجوانانِ انڈونیشیا۔ وحدتِ مسلمات انڈونیشیا۔ جمعیۃ تجار المسلمین۔ جمعیۃ مزارعین انڈونیشیا۔ ان کے علاوہ دوسرے متعدد شعبوں سے متعلق مخصوص تنظیمیں بھی قائم ہیں۔
جمہوریہ انڈونیشیا کے قیام کے بعد ولندیزیوں میں تو اتنا دم خم نہ تھا کہ وہ انڈونیشیا کو پھر غلام بنا لیتے۔ لیکن

انگریزوں نے جو ہمیشہ سامراجیت کے علمبردار رہے ہیں، ولندیزیوں کو انڈونیشیا پر پھر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جولائی ۱۹۴۷ء میں انگریزوں کی مدد سے ولندیزیوں نے انڈونیشی محبانِ وطن کے خلاف فوجی کارروائی شروع کردی۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے انڈونیشی رہنماؤں نے یہ تصفیہ کیا تھا کہ انڈونیشیا کی تمام جماعتیں اپنے جداگانہ پروگراموں کو ملتوی کرکے آزادی کی حفاظت کے لئے متحد ہو جائیں۔ اور اس تصفیہ کے بموجب ماشومی نے آزادی کی جنگ میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ جنگِ آزادی کے زمانہ میں ماشومی نے ولندیزیوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ انڈونیشیا کی سیادت اور کامل آزادی کا اعتراف کرے۔ دوسرے مسائل کا تصفیہ کرنے کے لئے مساوی اساس پر گفتگو کرے۔ لیکن ولندیزی اس کو ماننے پر آمادہ نہ تھے اور ماشومی سے تعلق رکھنے والے باشندوں پر شدید مظالم کرنے لگے۔ ماشومی نے ولندیزیوں سے آخر تک جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حزب اللہ کے نام سے سرفروشوں کی جماعت قائم کی۔ ملک کی مدافعت کے لئے عوام کو منظم کیا اور آخر کار ولندیزیوں کو اپنے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کردیا۔

نومبر ۱۹۴۹ء میں حکومتِ ہالینڈ نے انڈونیشیا کی آزادی کو تسلیم کرلیا۔ اب انڈونیشیا کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ملک کے اتحاد کو برقرار رکھنا تھا چنانچہ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ماشومی نے اپنی مؤتمر میں جماعت کے ایک ممتاز ترین رہنما ڈاکٹر محمد ناصر کی یہ قرارداد منظور کی کہ پورے جزائر کے لئے وحدانی طرزِ حکومت نافذ کیا جائے۔ یہ ماشومی کا بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے وحدانی طرزِ حکومت کو اختیار کرکے انڈونیشیا کی سیاسی وحدت کو شکست ہونے سے بچا لیا ہے۔ اس مؤتمر نے امن وامان کی برقراری اور نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کی تجاویز کے علاوہ خارجی حکمت عملی کے ضمن میں یہ تصفیہ کیا کہ انڈونیشیا مغربی دول سے تعاون کرے گا۔ ڈاکٹر ناصر اور ڈاکٹر سوکیمان کی وزارتوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا۔ اور یہ جماعت اپنی اسی پالیسی پر سختی سے کاربند رہی ہے۔

ڈاکٹر سوکیمان کے علاوہ ماشومی کی پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر محمد ناصر، ڈاکٹر محمد روم اور محمد ظفر الدین ماشومی کے ممتاز ترین رہنماؤں میں سے ہیں۔ جو نہضۃ العلماء، جمعیۃ المحمدیہ، جمعیت اتحاد اسلامی، جمعیت العلماء، وحدتِ اُمتِ اسلامیہ اور دوسری مذہبی جماعتوں کے تعاون سے انڈونیشیا کو اسلامی جمہوریہ بنانا اور زندگی کے مختلف شعبوں کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے صحیح اسلامی اصولوں پر تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس جماعت کے اسلامی مقاصد میں اہلِ انڈونیشیا کے دلوں کی دھڑکن موجود ہے۔